# قیامِ امن میں اصحابِ صفّہ کا کردار

# The Role of Aṣḥāb al-Ṣuffah in the Maintenance of Peace

ڈاکٹر مرسل فرمان*

## ABSTRACT

Almighty Allāh sent his messengers to lead and guide the human beings. One of the lessons we learn from the lives of the prophets and their struggles is the significance of the presence of a peaceful environment. During the lifetime of our holy Prophet Muḥammad (ﷺ), we find numerous examples for the establishment and maintainance of peace. The Arab society was famous for battles and the people were wild in nature, but, with the arrival of Islām, they became the most loving and peaceful society in the world. This article focuses on the role of Aṣḥāb al-Ṣuffah in maintaining and promoting peace. Aṣḥāb al-Ṣuffah was a group of people who stayed at the northern corner of al-Masjid al-Nabawī under the constant watch of the Prophet (ﷺ) himself. Aṣḥāb al-Ṣuffah lived in a closed proximity to the Prophet (ﷺ). They observed his life and learnt from his lectures. So, it can truly be called the first school of the Islamic history. A number of students, schooled in al-Ṣuffah were sent to the different parts of the Arabia and later, to other parts of the Islamic empire, to disseminate the message of peace and love among the people. Their efforts are a significant part of the Islamic history in the promotion of peace.

**Keywords:** *Seerah; Aṣḥāb al-Ṣuffah; Peace through Education; Educational Institution; Preaching*

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ ودینیہ، ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ

## مذہب اسلام اور امن

کسی بھی پیغمبر کی بعثت کا اساسی مقصد قیام امن نہیں بلکہ انسانیت کو رسالت کی تبلیغ ہوتا ہے۔ تاہم تبلیغ رسالت اس وقت تک پوری طرح ممکن نہیں جب تک کہ معاشرہ میں امن قائم نہ ہو اور انسانوں کے لئے ایک ایسا پر سکون اور آزاد معاشرہ موجود نہ ہو جہاں ان کے لئے رسالت کے اہداف و مقاصد اور پیغبر پر نازل کردہ تعلیمات میں غور و فکر ممکن ہو نیز انھیں اس معاشرہ میں پیغبر کی لائی ہوئی تعلیمات کے مطابق خدا کی عبادت کی آزادی حاصل ہو۔ اسی وجہ سے پیغبروں نے اللہ سے امن کا سوال کیا ہے۔ مثلاً ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کے لئے "بلداً آمناً" ہونے کی دعا مانگی۔(۱) یہ ایسی نعمت ہے جو اللہ تعالی نے بار بار اہلِ مکہ پر جتلائی۔(۲) نیز جب مسلمان بد امنی کے حالات میں تھے تو اللہ نے ان سے پر امن ہونے کے وعدے فرمائے۔(۳)

## مکی زندگی اور حالتِ امن

رسول اللہ ﷺ کی بعثت تک تو شاید مکہ میں امن کی حالت بہتر ہو، تاہم مکی معاشرہ کے وہ افراد جو اسلام کے ساتھی بن رہے تھے ان کے لئے یہاں زندگی نہایت دشوار تھی۔ باقی جزیرۃ العرب کی حالت سخت بری تھی۔ Grunebaum نے اس زمانہ میں جزیرۃ العرب میں امن کی حالت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اسی صدی جس میں اسلام کو عروج حاصل ہوا، تمام قبائل کی کل توانائیوں کا مصرف ایک دوسرے کے خلاف گوریلا جنگیں تھیں۔(۴) Herbert J. Muller کے الفاظ میں جزیرۃ العرب میں کوئی حکومت ہی نہ تھی سوائے چند خود مختار قبائل اور علاقوں کے...(۵)

رسول اللہ ﷺ جو مکہ کے امن کے لئے بعثت سے پہلے حرب فجار(۶)، حلف الفضول(۷) اور تنصیب حجرِ اسود^۸ کے ذریعہ قابلِ قدر خدمات سرانجام دے چکے تھے، بعثت کے بعد قیام امن کے لئے یہ کیا کہ اہلِ ایمان کے ساتھ مل کر کوئی ایسی پر تشدد سرگرمی کی سرپرستی نہ کریں جس سے مکہ کے امن کو نقصان پہنچے۔ اور گوریلا جنگ جو سارے عرب قبائل کے مابین عام تھی،(۹) کے سمیت امن کو نقصان پہنچانے والی کسی سرگرمی میں حصہ نہیں لیا۔

رسول اللہ ﷺ اور اہل ایمان مکہ میں تیرہ سال یکطرفہ طور پر اذیتیں برداشت کرتے رہے یہاں تک کہ وہ اپنے وطن، گھر بار، رشتہ داروں اور مال و دولت سے دستبردار ہو کر تھوڑے لوگ پہلے پہل

وقتی طور پر حبشہ [۱۰] اور بعد ازاں سب مستقل طور پر مدینہ منتقل ہو گئے۔ [۱۱] ان سب قربانیوں کا بنیادی سبب صرف اور صرف ایک تھا اور وہ ایک اللہ کی آزاد اور پر امن فضا میں عبادت۔ [۱۲]

ہجرت سے پہلے اہل مدینہ کی قابل قدر تعداد، جو پہلے سے آپ سے رابطہ میں تھی، اسلام قبول کر چکی تھی [۱۳] اور آپ نے ان کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک معلّم کو روانہ کر دیا تھا [۱۴]۔ اہلِ مدینہ جو باہمی جنگ و جدل سے خود کو تباہ کر بیٹھے تھے، آپ کی آمد کے بعد آپ کی قیادت پر متفق ہو گئے اور مدینہ میں مسلمانوں کی تعداد جلد ہی ایک بڑی اکثریت میں تبدیل ہو گئی [۱۵]۔ اسلام کی آمد و رسول اللہ ﷺ کی قیادت کے بعد مدینہ میں داخلی استحکام حاصل ہوا اور بہت جلد اس وقت کی دنیا میں اسے قیادتی حیثیت حاصل اور بلا واسطہ یا بالواسطہ طور پر (اسی سے پھوٹنے والے نئے مراکز کے ذریعہ) آئندہ ہزار سال سے زیادہ عرصہ تک دنیا پر اس کا غلبہ رہا۔ اس نے انسانیت کے لئے مذہبی اور غیر مذہبی دونوں میدانوں میں وہ خدمات سرانجام دیں جس کی ماضی میں کوئی مثال نہیں۔ آپ ﷺ کے ہاتھوں انجام پانے والی اس عظیم کامیابی کو مائیکل ہارٹ نے عظیم ترین اور آپ کو مذہبی اور غیر مذہبی دونوں میدانوں میں دنیا کا کامیاب ترین اور سب سے زیادہ اثر انداز ہونے والی شخصیت قرار دیا ہے۔ [۱۶] کرۂ ارض کا وہ خطہ جو امن کے لحاظ سے دنیا میں بدترین تھا، وہی امن کا گہوارا بنا۔

آپ ﷺ کے ہاتھوں ہونے والا یہ عظیم کارنامہ یکایک اور خود بخود ہو جانے والا کوئی واقعہ نہیں بلکہ اس عظیم انقلاب کے پیچھے اللہ تعالی کی پوشیدہ منصوبہ بندی کارفرما تھی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جو علمی، ثقافتی اور تہذیبی ارتقاء ہو رہا ہے اور نت نئے نظریات سامنے آ رہے ہیں جن کے نتیجے میں اسلام اور پیغبر اسلام ﷺ کے ذریعے ہونے والے اس انقلاب کے نئے نئے پہلوؤں کو سمجھنے میں مدد مل رہی ہے۔ انہی نظریات میں سے ایک نظریہ امن بذریعہ تعلیم بھی ہے۔ سیرتِ رسول ﷺ پر اگر نظر ڈالی جائے تو آپ ﷺ نے فریضۂ تبلیغ رسالت کے ساتھ ساتھ دو چیزوں (امن اور تعلیم) کا خصوصی اہتمام کیا۔ درج ذیل سطور میں اس پر روشنی ڈالی جا رہی ہے:

## امن بذریعۂ تعلیم کا آغاز: نظریاتی بنیادیں

مکہ میں آپ ﷺ فروغ تعلیم کے لئے کوئی ادارہ قائم کیسے کر سکتے، وہاں تو انفرادی سطح پر بھی تعلیمِ دین پر پابندی تھی۔ اسی طرح آپ ﷺ اور آپ کے دین کے قائلین کو آزادانہ طریقے سے عبادت

کی بھی اجازت نہ تھی۔ تاہم اگر غور کیا جائے تو علم کی نظری بنیادیں مکی دور ہی میں مستحکم ہوئیں اور علم سے متعلق اکثر آیات مکہ ہی میں نازل ہوئیں ہیں۔ وحی کا آغاز "اقرأ" کے لفظ سے ہوا(۱۷)۔ قلم(۱۸)، قرطاس، کتابِ مسطور، رقّ منشور(۱۹) جیسے تعلیم و تعلم سے تعلق رکھنے والے الفاظ کی قسم کھائی گئی۔ عالم و جاہل برابر نہیں(۲۰)، انسان کو تھوڑا علم دیا گیا ہے(۲۱)، اللہ سے علم رکھنے والے ہی ڈرتے ہیں(۲۲)، میرے رب میرے علم میں اضافہ کر(۲۳)، سمندر سیاسی اور درخت قلم بن جائیں تو پھر بھی تیرے رب کے کلمات ختم نہ ہوں(۲۴)... جیسی افکار قرآن کریم میں مکی دور میں ہی نازل ہوئیں۔ اسی طرح آپ ﷺ نے مکہ ہی میں کتابتِ وحی کا اہتمام شروع کر دیا تھا اور آپ ﷺ کی دسترس میں ایسے لکھے پڑھے افراد ہوتے جو وحی کو بروقت لکھ سکتے تھے۔

## امن بذریعۂ تعلیم: عملی اقدامات

علم کی اہمیت کی نظری بنیادیں تو مکہ ہی میں نزول قرآن کے ذریعہ مستحکم کر دی گئیں تھیں البتہ ضرورت اس امر کی تھی کہ اس سلسلے میں عملی اقدامات اٹھائے جائیں اور کچھ ایسے ادارے قائم کئے جائیں جہاں انفرادی سطح سے آگے بڑھ کر زیادہ بڑے پیمانے پر حکومتی سطح پر معاشرے کے افراد کی تعلیم و تربیت میں اہم کردار ادا کر سکیں۔ علم کے فروغ کے لئے آپ ﷺ نے جہاں متعدد چھوٹے بڑے ادارے قائم کئے انھیں میں سے ایک اہم ادارہ صفّہ کا مدرسہ بھی ہے۔ یہی ہمارا اصل موضوع بھی ہے جسے قدرے تفصیل کے ساتھ زیرِ بحث لایا جائے گا:

## اہلِ صفّہ

أہل الصفۃ یا أصحاب الصفۃ کے لفظی معنی "چبوترے والے" ہے(۲۵)۔ یہ دراصل رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کا وہ غریب گروہ تھا جن کے گھر بار نہیں تھے اور وہ مسجد نبوی کے شمالی حصے میں مٹی کے ایک مسقف چبوترے (صُفّہ) میں مقیم تھا(۲۶)۔ رسول ﷺ جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو پہلے پہل جو مہاجرین آپ کے ساتھ آئے تو انصار سے جتنا ممکن ہو سکتا تھا انھیں مواخاۃ کے ذریعہ اپنے گھروں اور مالوں میں شریک کیا۔(۲۷) لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جب مہاجرین کی تعداد بہت بڑھنے لگی، اسی طرح اسلام کے پھیلنے سے مدینہ میں مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا تو جس کسی کو بھی سر چھپانے کی جگہ نہ ملتی تو رسول اکرم ﷺ نے انھیں اپنی مسجد کے ایک کونے میں کچے چبوترے

(صُفّہ) کے نیچے جگہ دی۔[۲۸] روایات سے صفّۃ النساء کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے[۲۹] جہاں سے صحابیات آپ ﷺ کا خطبہ سن سکتیں تھیں[۳۰]۔ جہاں ہفتہ میں ایک دن خواتین کی تعلیم ہوتی تھی۔[۳۱]

## تعداد:

اصحاب صفّہ کی تعداد متعین نہ تھی بلکہ مختلف اسباب کی وجہ سے اس میں وقتاً فوقتاً کمی بیشی ہوتی رہتی تھی۔ بعض روایات میں یہ تعداد ۷۰،[۳۲] جبکہ بعض نے یہ تعداد اس سے کئی گنا زیادہ بتائی ہے[۳۳]۔ تاہم اکثر روایات کا میلان اس جانب ہے کہ ان کی تعداد ۴۰۰ کے لگ بھگ تھی[۳۴]۔

تعداد میں اضافہ کا سبب مکہ سے مہاجرین کی مدینہ آمد، نئے بے یار و مددگار لوگوں کا قبول اسلام اور یا مختلف وفود کی صورت میں طالبینِ دین کا حاضر ہونا ہوتا[۳۵]۔ اسی طرح کمی کا سبب یا تو یہ ہوتا کہ آپ ﷺ صحابہ کو دعوت و جہاد کی مختلف سرگرمیوں کے لئے بھیجتے[۳۶]۔ اور یا یہ کہ صحابہ میں سے جو گھر بار والے ہو جاتے تو وہ صفّہ پر مزید بوجھ نہ بنتے۔[۳۷]

اہل صفہ میں صرف ضرورت مند صحابہ ہی نہ ہوتے بلکہ ان میں قابلِ قدر تعداد میں ایسے انصار صحابہ بھی تھے جو مدینہ میں باوجود گھر اور وسائلِ زندگی کی فراہمی کے صفّہ میں زندگی کو صرف فقر، زہد، مجاہدہ اور زیادہ سے زیادہ صحبت نبوی سے فیض اٹھانے کی وجہ سے ترجیح دیتے جیسے کعب بن مالک الأنصاری، حنظلہ بن أبی عامر الأنصاری غسیل الملائکہ[۳۸] اور حارثہ بن نعمان الأنصاری وغیرہ تاکہ وہ اس ربانی سرچشمہ سے اپنے علم کی پیاس بجھا اور اپنی روحانی تسکین کر سکیں۔[۳۹]

## إنی بعثت معلماً

"إنی بعثت معلماً" ایک نہایت اہم حدیث ہے جس میں آپ نے اپنے مقصدِ بعثت کے سلسلے میں ایک نہایت اہم نکتہ بیان فرمایا ہے اور وہ ہے آپ کا بحیثیتِ معلّم یعنی تعلیم دینے والا مبعوث کیا جانا۔

اس حدیث کی ایک اور خاص بات یہ ہے کہ یہ مسجدِ نبوی میں قائم درسگاہِ صفّہ ہی میں موجود اصحابِ صفّہ سے مروی ہے، جب اصحابِ صفّہ کے دو گروہ – جن میں سے ایک ذکر و عبادت جبکہ دوسرا تعلیم و تعلّم میں مصروف تھا' کو دیکھ کر آپ ﷺ تعلیم و تعلّم میں مصروف گروہ کے ساتھ تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ میں تو معلّم ہی مبعوث کیا گیا ہوں۔[۴۰]

## صفّہ درسگاہِ تعلیمی اور روحانی تربیت گاہ

صفّہ صرف ایک درسگاہ یا صرف ایک خانقاہ ہی نہ تھی بلکہ یہ دونوں کا جامع تھی۔ یہاں آنے والے مقیم و غیر مقیم طلبہ و طالبات کو ایک طرف قرآن، حدیث، تفسیر، فقہ، عقائد، عربی زبان کے لکھنے پڑھنے، خوشخطی، حفظ، قراءت و تجوید وغیرہ کی تعلیم دی جاتی تھی تو دوسری طرف انھیں تعلق باللہ، خشیتِ الٰہی، توکل علی اللہ، اللہ ورسول کی محبت، دنیا و مادیت سے بالاتر ہونا، آخرت کی اہمیت، صبر وقناعت، تدبر اور غور وفکر، عبرت ونصیحت آموزی، حکمت ودانائی، سادگی، مساوات، میانہ روی، زہد، خودداری، عفت وغیرہ کی باقاعدہ تربیت بھی دی جاتی تھی۔

## عدم امتیاز:

آپ ﷺ نے اپنے عمل سے خود کو ایک عام آدمی کی حیثیت سے پیش کیا اور باوجود برگزیدہ پیغبر ورہنما ہونے کے کبھی امتیازی معاملہ نہیں فرمایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اگر تعلیم و تعلّم کی کسی سرگرمی میں حلقہ لگائے بیٹھے ہوتے تو آپ ﷺ ایک عام فرد کی حیثیت سے ان کے بیچ میں جا کر بیٹھ جاتے[۴۱]۔ اسی طرح لوگوں میں دنیوی تفاوت کی بنیاد پر کسی قسم کے امتیاز کو نہیں برتا گیا۔ جس کا اشارہ قرآنی آیت ﴿ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ ... ﴾[۴۲] جبکہ تفصیل خباب بن الارت رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں مذکور ہے[۴۳]۔

## صحبت نبوی:

قرآنی حکم ﴿ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ ... ﴾[۴۴] کی روشنی آپ ﷺ کا یہ وطیرہ ہو گیا کہ تعلیم و تربیت کے طالبعلم کو جس وقت تک آپ کے وقت کی ضرورت ہوتی، آپ ﷺ اس کے ساتھ خود کو لازم رکھتے یہاں تک کہ وہ خود ہی اٹھ کر چلا جاتا۔[۴۵]

یہاں قیام کے دوران صحبت نبوی سے سیکھنے کے وہ قیمتی تجربات ملتے جو انھیں کہیں اور حاصل ہونا ممکن نہ تھا۔ وہ اہل بیت کے بعد آپ ﷺ کے قریب ترین لوگ تھے۔ وہ آپ ﷺ کے پڑوسی تھے جنھیں آپ ﷺ اپنے کھانے پینے میں شریک کرتے[۴۶] اور اگر آپ ﷺ کے گھر میں کچھ نہ ہوتا تو پھر آپ ان کے لئے اتنا فکر مند ہوتے جتنا کہ اپنے گھر کے لئے بھی نہیں[۴۷]۔ جب آپ ﷺ اور کچھ نہ پاتے تو اس وقت اللہ تعالی نے آپ ﷺ کے ہاتھوں ان کی ضروریات کی تکمیل کے لئے معجزات بھی

صادر کئے[۴۸]۔ آپ ﷺ انھیں خود دین کی تعلیم دیتے[۴۹] اور اگر کوئی خشیتِ الٰہی والی آیت نازل ہوتی تو ان کے ساتھ مل کر روتے[۵۰]۔ ذیل میں آپ ﷺ کی انداز تربیت کے چند پہلو پیش خدمت ہیں:

### تفکر و تدبر:

آپ ﷺ تدبر و تفکر کا اعلیٰ پیکر تھے، آپ ﷺ کے بارے میں ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: "طويل الصمت، دائم الفكر، متواصل الأحزان"[۵۱] آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم پر بھی آپ ﷺ کے اسی طرز عمل کا گہرا اثر تھا، مثلاً حضرت أبو الدرداء رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ ان کا پسندیدہ عمل "التفكر والاعتبار" تھا[۵۲]۔ اسی طرح یہ بھی فرمایا کہ ایک گھڑی تفکر و تدبر ساری رات قیام سے بہتر ہے((تفكر ساعة خير من قيام ليلة))[۵۳]۔

### زہد:

آپ ﷺ کا زہد ایسا تھا کہ ہفتوں تک آپ ﷺ کے گھر چولہا نہ جلتا اور آپ ﷺ کی خوراک کھجور اور پانی ہوتا[۵۴]۔ آپ ﷺ کی زندگی ایسے حال میں گزر گئی کہ آپ ﷺ نے دو وقت پیٹ بھر کر نہیں کھایا[۵۵]۔ آپ ﷺ اپنے عمل سے اصحاب صفّہ کی تربیت اس طرح کرتے کہ آپ ﷺ اور آپ کی آل نے ان سے بہتر کبھی نہیں کھایا۔ اگر انھیں فاقہ کرنا پڑتا تو ان سے دگنے فاقے سے آپ خود دوچار ہوتے جیسا کہ أبو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے[۵۶]۔ اور یہی حال لباس کے معاملہ میں بھی تھا۔

### خودداری و عفت:

آپ ﷺ کی پوری کوشش یہ تھی کہ اہلِ صفّہ کی ساری توجہ کا مرکز تعلیم و تربیت ہو۔ لیکن آپ ﷺ نے اس جانب بھی دھیان کیا کہ کہیں ان کی غربت ان کی عزت نفس کم نہ کر دے۔ لہٰذا ایک طرف اگر آپ ﷺ نے مالدار صحابہ رضی اللہ عنہم کو صفّہ والوں پر زیادہ سے زیادہ خرچ کرنے پر ابھارا، تو دوسری طرف اہلِ صفّہ کی خودداری کا بھی خصوصی اہتمام کیا۔ انھیں بتایا کہ ان کا حالیہ فقر ان کی مستقبل کی مالداری سے بہتر ہے۔ اور ان کے بارے میں نازل ہونے والی آیت ﴿ وَلَوْ بَسَطَ ٱللَّهُ ٱلرِّزْقَ لِعِبَادِهِۦ لَبَغَوْا۟ فِى ٱلْأَرْضِ وَلَٰكِن يُنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ۚ إِنَّهُۥ بِعِبَادِهِۦ خَبِيرٌۢ بَصِيرٌ ﴾[۵۷] کی تفسیر کرتے ہوئے

انھیں فرمایا کہ آج اگرچہ تم حالتِ فقر میں ہو لیکن ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ تم لوگ اپنے گھروں کو ایسا ڈھانکو گے جیسا کہ لوگ کعبہ کو ڈھانکتے ہیں اور صبح شام تمہارے لئے کھانے ہوں گے۔ اس پر اصحاب صفّہ خوش ہوئے تو آپ ﷺ نے انھیں فرمایا کہ ان کی حالتِ فقر زیادہ بہتر ہے کیونکہ دنیا اپنے ساتھ باہمی حسد، بغض، کینہ اور قطعِ رحمی لائے گی (۵۸)۔

### عبرت آموزی:

رسول اللہ ﷺ کی اصحابِ صفّہ کے ساتھ ایک مزید خصوصیت عبرت آموزی تھی یعنی وقوع پزیر ہونے والے ہر چھوٹے بڑے واقعے سبق لینا۔ آپ ﷺ کی اسی خصوصیت کو اصحابِ صفّہ کے ایک خاص صحابی حضرت اَبو ذرّ غفاری رضی اللہ عنہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں: ((لَقَدْ تَرَکْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يَتَقَلَّبُ فِي السَّمَاءِ طَائِرٌ إِلَّا ذَكَّرَنَا مِنْهُ عِلْمًا)) (۵۹)۔ آپ ﷺ کی بیان کردہ عبرت آموزی کی باتیں اتنی شاندار رہیں کہ وہ عربی ادب میں مثل کی حیثیت اختیار کر چکی ہیں اور اتنی زیادہ ہیں کہ امثال نبوی پر باقاعدہ کتب تصنیف کی گئی ہیں (۶۰)۔ جن میں گردوپیش کی تقریباً ہر چھوٹی بڑی چیز سے کوئی نصیحت آمیز بات اخذ کی گئی ہے۔

### زیرِ تربیت صحابہ رضی اللہ عنہم پر کڑی نظر:

آپ ﷺ کی صفّہ کے چبوترے میں زیرِ تربیت صحابہ کی تربیت پر کڑی نظر ہوتی۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے مسجد نبوی میں کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم کو قضاء و قدر کے موضوع پر بحث و مباحثہ میں مصروف پایا، تو آپ ﷺ سخت غصہ ہوئے اور انھیں ایسے کرنے سے سختی سے منع کیا۔ نیز فرمایا کہ گزشتہ امتیں اسی قسم کے مسائل میں الجھ کر گمراہ ہوئیں (۶۱)۔ اسی طرح ایک مرتبہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو منہ کے بل سوتا پایا، تو اس سے منع فرمایا کہ ایسا سونا اللہ کو پسند نہیں (۶۲)۔

### تقرری اساتذہ:

تعلیم و تربیت کا زیادہ تر کام آپ ﷺ ہی کے گرد گھومتا تھا، تاہم تربیتِ معلمین و اساتذہ بھی ایک ضروری امر تھا، تاکہ آپ ﷺ کے بعد بھی رسالت کا کام آپ ﷺ کی نیابت میں آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سرانجام دے سکیں۔ لہٰذا وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جو دوسروں کی نسبت تعلیم میں بڑھے ہوئے ہوتے،

انھیں نئے آنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داری بھی سونپتے تاکہ وہ بھی نو مسلموں سے جہالت اور ناخواندگی دور کریں۔ مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ جو بہت خوش نویس تھے، کو ناخواندہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو لکھنے اور پڑھنے کی تعلیم پر متعین کیا۔ (۶۳) اسی طرح عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ صفہ میں موجود صحابہ رضی اللہ عنہم کو لکھنا سکھانے اور قرآن کریم کی تعلیم دینے پر مامور ہوئے۔ (۶۴) تعلیم کا اتنا زیادہ اہتمام تھا کہ اسیران بدر جو فدیہ کی سکت نہ رکھتے تھے انھیں فدیۃً پڑھانے لکھانے کا معلّم مقرر کیا گیا۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ جو اصحابِ صفّہ میں سے ایک تھے، نے انہی سے لکھنا سیکھا۔ (۶۵)

## مبلغین و معلمین اسلام:

صفّہ سے فارغ التحصیل طلبہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مختلف قبائل کی تعلیم وتربیت کے لئے بھیجتے، جہاں وہ تعلیمی ودعوتی سرگرمیاں سرانجام دیتے۔ مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیر معونہ کے مشہور واقعہ میں ستّر قراء قرآن کو بھیجا (۶۶)۔ اسی طرح جب مختلف قبائلی وفود آتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کسی خاص تربیت یافتہ صحابی رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ اس لئے بھیجتے تاکہ وہ ان کی دینی تعلیم کا بندوبست کریں۔ (۶۷)

## ہیروز کی نرسی (مدرسہ صفّہ ہی وہ نرسری تھی)

قرآن کریم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت پانے والے صحابہ رضی اللہ عنہم کو امت کے لئے نمونہ قرار دیا ہے (۶۸) جبکہ ایک مستشرق فلپ ہٹی نے کو انھیں Nursery of Heroes کے الفاظ سے موصوف کیا ہے۔ (۶۹) اصحابِ صفّہ میں سے چند اُن صحابہ رضی اللہ عنہم کو پیش کیا جاتا ہے جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی خصوصی لقب عطا کیا تھا۔

اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ امت کے بڑے قرآن دان (۷۰)، اَبو الدرداء رضی اللہ عنہ امت کے حکمت دان (۷۱)، اَبوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ اَمین الاَمۃ (۷۲)، سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ سابق الفرس (۷۳) اور ایسے شخص کہ اگر ایمان ثریا پر بھی ہوتا تو وہ اسے پالیتے (۷۴)، حذیفۃ بن یمان رضی اللہ عنہ رازدانِ نبی (۷۵)، صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ رومیوں میں سے سب سے پہلے ایمان لانے والے (۷۶)، بلال رضی اللہ عنہ مؤذن الرسول اور غلاموں میں سے سب سے پہلے ایمان لانے والے (۷۷)، اَبوذر غفاری رضی اللہ عنہ امت کے سب سے سچے اور زاہد ترین افراد میں سے (۷۸)، حنظلۃ رضی اللہ عنہ فرشتوں کے غسل یافتہ (۷۹)، ... اسی طرح دونوں بار کے جمع القرآن کے سرپرست زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، سب سے زیادہ حدیث روایت کرنے والے پہلے تین صحابہ اَبوہریرۃ رضی اللہ عنہ

(عہد عمر میں گورنر بحرین اور حضرت معاویہ کے عہد میں گورنر مدینہ)، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (عہد عمر میں کوفہ میں معلم قرآن)، ابن القرت رضی اللہ عنہ (عہد عمر میں گورنرِ حمص)... اصحابِ صفّہ ہی میں سے تھے۔

یہ اور ان جیسے دیگر لاکھوں ہیرو صحابہ رضی اللہ عنہم جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی علمی و روحانی کیاری (صفّہ) میں اُگے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد انھوں نے اسلام کی وہ تاریخ بنائی جو آج ہمارے سامنے ہے۔ ویسے تو ان کی خدمات بہت زیادہ ہیں تاہم موضوع کی مناسبت سے قیام یا بقاءِ امن میں ان کی خدمات کو سامنے لانے کی کوشش کی جائے گی تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم برائے امن کی کامیاب پالیسی کی وضاحت ہوسکے:

## وصالِ رسول کے بعد امت کو شیرازہ بندیوں سے بچانے کے لئے اصحابِ صفّہ کی خدمات

**جمع القرآن اور اصحاب صفّہ:** قرآن، امتِ اسلامیہ کا فکری مرکز و مصدر ہے۔ اگر قرآن محفوظ حالت میں نہ ہوتا تو امت کے پاس ایسی کوئی رسّی نہ ہوتی جسے وہ مشترکہ طور پر تھام سکتی۔ حفاظتِ قرآن میں صفہ کی دیگر خدمات اپنی جگہ' حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دونوں کے عہد میں ہونے والے جمع القرآن کی ذمہ داری حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو ہی سونپی گئی جو اصحابِ صفّہ کی فارغ التحصیل ایک نامور شخصیت تھے۔ نیز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں ہونے والے جمع القرآن پر انھیں اس پر ابھارنے والی شخصیت حذیفۃ بن الیمان رضی اللہ عنہ بھی اہلِ صفّہ ہی میں سے تھے۔ (۸۰)

**تین سب سے زیادہ رواۃ حدیث:** اسی طرح اگر حدیث کے میدان میں بھی دیکھا جائے تو پہلے تین صحابہ رضی اللہ عنہم جن کی روایات کی تعداد سب سے زیادہ ہے وہ اصحابِ صفّہ میں سے ہیں۔ اسی طرح پہلے دس مکثرین صحابہ رضی اللہ عنہم میں بھی ایک بڑی تعداد انہی کی ہے۔

یہی حال ائمۂ تفسیر (عبد اللہ بن عباس، عبد اللہ مسعود رضی اللہ عنہما)، فقہ قراءات اور دیگر علومِ اسلامیہ کا بھی ہے۔

## اصحاب صفہ اور داخلی امن

اصحابِ صفّہ نے ایک طرف ذکر و عبادت، تعلیم و تربیت اور دعوت و تبلیغ کے میدان میں کام کیا تو دوسری طرف اگر مدینہ میں قائم اسلامی حکومت کو کسی قسم کا خطرہ درپیش ہوتا تو ایسی صورت میں کسی

قسم کی قربانی سے دریغ نہ کیا۔ اَبو عبیدہ بن الجراح(۸۱)، عبد اللہ بن رواحہ(۸۲)، عبادہ بن صامت(۸۳)، مصعب بن عمیر(۸۴)، سعد بن اَبی وقاص(۸۵)، اَبو مرثد(۸۶)، حنظلہ بن اَبی عامر غسیل الملائکۃ(۸۷)، عامر بن ثابت(۸۸)، زید بن خطاب(۸۹) رضی اللہ عنہم اور ان کے علاوہ ایک بہت بڑی تعداد اصحابِ صفّہ رضی اللہ عنہم میں سے ہے، جنھوں سے دین کی راہ میں قربانیاں دیں۔ بیر معونہ میں ستّر(۹۰) اسی طرح جنگ یمامہ میں بھی ستر کی تعداد میں قراء شہید کئے گئے۔(۹۱)

## اصحابِ صفّہ بحیثیت بیو کریٹس

اپنے علم کی بدولت اصحاب صفّہ رضی اللہ عنہم کو بعد ازاں پالیسی میکرز کی حیثیت حاصل ہو گئی۔ اس کی ہم چند مثالیں پیش کریں گے۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فتنوں میں گرفتار ہونے کے ڈر سے حجاز چھوڑ کر شام چلے آئے اور یہاں لوگوں کی دینی تعلیم و تربیت کا مرکز بنے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں آپ دمشق کے قاضی بنے اور جب بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ شام سے باہر جاتے تو آپ رضی اللہ عنہ ہی کو اپنا قائمقام بنا جاتے۔(۹۲)

انہی صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ بھی ہیں جنھوں نے کئی نازک موقعوں پر حالات کو امن سے رکھنے میں اہم کردار ادا کیا مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد قریش میں سے انتخابِ خلیفہ پر انصار کو پر امن رکھنے میں(۹۳) اسی طرح ایک موقع پر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ غزوۂ ذات السلاسل کے دوران اختلاف کی صورت میں انھیں بے چون و چرا اَمیر مان لیا اور انھیں کہا کہ اگر آپ رضی اللہ عنہ نے میری مخالفت بھی کی تو میں آپ رضی اللہ عنہ کی اطاعت کروں گا(۹۴)۔ بعد ازاں آپ کو دمشق کی امارت بھی تفویض کی گئی۔(۹۵)

اسی طرح حضرت اَبو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بحرین کا والی بھی بنایا۔ عہد معاویہ میں مدینہ کے والی مروان کبھی کبھی انھیں اپنا قائمقام بنایا کرتے تھے۔(۹۶)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ جو غزوۂ احزاب میں خندق کھودنے کی کامیاب رائے دینے والے تھے، بعد میں بھی اسلام کی خدمت کرتے رہے اور عہدِ عمر میں مدائن کے والی بنائے گئے۔(۹۷)

یہ صفّہ سے تعلق رکھنے والے صحابی حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ ہی تھے جنھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو لوگوں کے درمیان اختلافِ قراءت کی وجہ سے جمعِ قرآن ثانی پر ابھارا۔(۹۸)

صفّہ سے مستفید تمام اصحاب کی زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو انھوں نے اسلامی دنیا کے مختلف شعبوں میں اہم کردار ادا کئے۔ اختصار کی غرض سے یہاں صرف ان کے ناموں کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کوفہ کے امیر [۹۹]، حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کوفہ کے قاضی اور وزیر بنائے گئے۔ یہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہی تھے جس کے طفیل کوفہ اسلامی دنیا کا ایک عظیم علمی مرکز بنا[۱۰۰]۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ یمن کے قاضی و معلم تھے۔[۱۰۱]

## زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور انتخابِ خلیفہ اول

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور انتخابِ خلیفہ امتِ مسلمہ کے لئے سب سے بڑا سانحہ تھا اور قریب تھا کہ اسلام کی تاریخ بننے سے پہلے ہی ختم ہو جائے۔ اس وقت مدینہ کی اکثریت انصار اور مکہ سے آئے ہوئے مہاجرین رضی اللہ عنہم کے درمیان خلیفہ کے انتخاب پر شدید اختلاف تھا اور یہ اختلاف کسی بھی بڑے بحران اور باہمی جنگ و جدال اور قتل و غارت کا سبب بن سکتا تھا۔ انصار رضی اللہ عنہم کے سردار اس وقت کسی صورت یہ ماننے کے لئے تیار نہیں تھے کہ خلیفہ کا انتخاب مہاجرین رضی اللہ عنہم میں سے ہو۔ اس نازک صورتحال میں اصحابِ صفّہ سے تعلق رکھنے والے ایک انصاری صحابی زید بن ثابت رضی اللہ عنہ انصار کو اس بات پر قائل کرنے میں کامیاب ہوئے کہ خلیفہ مہاجرین میں سے ہو۔ ان نے اپنی اس دلیل کے ذریعے انصار رضی اللہ عنہم کو لاجواب کر دیا کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجر تھے اور ہم ان کے مددگار تھے اور اب رسول کا خلیفہ بھی مہاجرین میں سے ہی ہو گا اور ہم ان کے مددگار (یعنی انصار) ہی ہوں گے"۔[۱۰۲]

## اصحابِ صفہ اور فتن

سرزمین عرب جنگ و جدل کی سرزمین رہی ہے۔ یہاں قتل و غارت کی حالت یہ رہی ہے کہ معمولی باتوں پر قبیلے کے قبیلے کٹ جاتے اور صدیوں تک جنگیں ختم ہونے کا نام نہ لیتیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ ہجرت سے تھوڑا پہلے یہاں جنگ بعاث ہوئی۔[۱۰۳]

بعثت نبوی کے بعد کچھ وقت کے لئے جنگ و قتل و غارت کی یہ فضا پسِ منظر میں چلی گئی اور وہ لوگ جو کینہ، بغض، حسد، نفرت، حسب و نسب کے لئے لڑتے تھے وہ دین کی راہ میں لڑنے لگے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حقیقت کا گہرا ادراک تھا کہ سارے جزیرۃ العرب میں اسلام کے غلبہ کے بعد نئے مسلمان ہونے والے عرب قبائل جن کی ابھی ویسے تربیت نہیں ہوئی ہو گی، میں دوبارہ مختلف

اسباب سے قبائلیت عصبیت کے واپس آنے کا امکان ہے۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کو سختی کے ساتھ باہمی جنگوں میں شرکت سے منع کیا تھا۔ ذیل میں اصحابِ صفّہ سے ہی روایت کردہ بعض احادیث کریمہ اور پھر بعض اصحابِ صفّہ کا مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں ان کے موقف کا جائزہ لیتے ہیں:

صحابیٔ رسول اور اصحابِ صفّہ میں سے ایک حضرت ابو ذرّ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے دوست رسول اللہ ﷺ نے مجھے وصیت کی ہے کہ اگر تمہارا امیر ایک اعضاء کٹا غلام ہی کیوں نہ ہو، تم اس کی بات سنو اور اطاعت کرو(۱۰۴)۔ اسی طرح ایک دوسری روایت میں آپ ﷺ نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تمہارا کیا حال ہو گا کہ جب لوگ تمہیں مدینے سے نکال دیں گے تو حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ارض مقدس آجاؤں گا۔ فرمایا کہ اگر وہاں سے نکال دیں؟ جواب دیا کہ مدینہ آجاؤں گا۔ پوچھا: اگر وہاں سے بھی نکال دیں؟ جواب دیا کہ پھر تو میں لڑوں گا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں، بلکہ سنو اور اطاعت کرو چاہے امیر ایک غلام ہی کیوں نہ ہو۔(۱۰۵)

اسی طرح ایک اور صحابی اور اہل صفہ میں سے ایک حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ اصحابِ صفہ کے پاس تشریف لائے اور لوگوں کو ترغیب و ترہیب والا وعظ کیا پھر فرمایا: اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیراؤ اور اپنے والی کی اطاعت کرو اور اس کے ساتھ تنازعہ نہ کرو چاہے وہ ایک سیاہ غلام ہی کیوں نہ ہو۔(۱۰۶)

اصحابِ صفہ میں سے ایک مشہور صحابی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جو مسلمانوں میں باہمی طور پر لڑنے والے تمام گروہوں کے ساتھ نماز پڑھتے تھے، سے ایک مرتبہ پوچھا گیا کہ آپ ان کے ساتھ بھی نماز پڑھتے ہیں اور ان کے ساتھ بھی؟ آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جو بھی ہمیں حی علی الصلاۃ یا حی علی الفلاح کہے گا تو ہم ضرور اس کی دعوت کا جواب دیں گے۔ لیکن جو ہمیں مسلمان بھائی کے قتل اور اس کا مال چھیننے کی دعوت دے گا، تو نہیں(۱۰۷)۔ اسی طرح آپ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور حجّاج بن یوسف کے مابین ہونے والی لڑائیوں سے بھی الگ رہے۔ اہل مدینہ نے جب یزید بن معاویہ ' جس کی اہل مدینہ بیعت کر چکے تھے ' کی بیعت سے دستبرداری کا ارادہ کیا تو اس وقت بھی آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے خاندان کو جمع کیا اور بیعت سے دستبردار ہونے سے سختی سے روکا اور ایسا کرنے والے کو قطع تعلق کی دھمکی دی۔(۱۰۸)

اسی طرح کی روایات(۱۰۹) حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ اور دیگر صفّہ سے تعلق رکھنے اور نہ رکھنے والے

صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی ہیں۔ انہی میں سے سعد بن اَبی وقاص رضی اللہ عنہ، صہیب رومی رضی اللہ عنہ، شداد بن اَوس رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ پس ہم دیکھتے ہیں کہ یہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم ان تمام باہمی جنگوں سے دور رہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مسجدِ نبوی اور صفّہ میں مقیم اور غیر مقیم صحابہ رضی اللہ عنہم کو جو تعلیم اور تربیت دی تھی اس کا اس وقت کی اسلامی دنیا میں امن کے قیام کا گہرا اثر ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک طرف اگرچہ یہ جنگیں جاری رہیں تو اس کے پہلو بہ پہلو اسلام کی دعوت و تبلیغ اور اسلامی علوم نے بہت زیادہ ترقی کی۔ اگر امن کے میدان میں یہ صحابہ رضی اللہ عنہم دعوتی و علمی سرگرمیوں کے فروغ کے لئے ساری دنیا میں نہ پھیلتے تو کبھی بھی ہمارے سامنے اسلام کی وہ عظیم تاریخ نہ ہوتی جو کہ آج ہے۔

## صفہ، بے روزگاری اور امن

جزیرۃ العرب زمانۂ قدیم میں ان ممالک میں سے تھا جہاں کم بارش، زمین کا قابلِ زراعت نہ ہونا، بدامنی اور دیگر مختلف اسباب کی وجہ سے اہلِ عرب غربت، افلاس اور بے روزگاری میں گھرے ہوئے تھے۔ نیتجتا لوگوں کی معیشت کا ایک بڑا ذریعہ چوری اور ڈاکہ تھا۔ انھیں لوگوں میں سے جنھوں نے شہرت پائی وہ صعالیک کے نام سے مشہور ہوئے۔[۱۱۰]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو خود لڑکپن میں چرواہے[۱۱۱] اور نوجوانی میں تجارت کے پیشے سے منسلک رہ چکے تھے[۱۱۲] اور اہلِ عرب کی زندگی کے اس پہلو سے بخوبی واقف تھے - نے بھیک مانگنے کی شناعت[۱۱۳] انسان کے اپنے ہاتھ سے کمائے ہوئے حلال رزق کی تعظیم کی اور اسے پیغبرانہ شیوہ قرار دیا۔[۱۱۴]

جزیرۃ العرب کے وہی جوان جنھیں کوئی سیدھی راہ دکھانے والا نہیں تھا اور وہ اپنی بنیادی ضروریاتِ زندگی نہ پاکر بھٹک جاتے اور اپنی اور دوسروں کی زندگی کے لئے خطرہ بنتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ ہجرت کے بعد صفّہ میں مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ان نوجوانوں کو بھی رہنے کے لئے جگہ دی اور ممکن حد تک انھیں ضروریات زندگی فراہم کیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہاں ان کے لئے تعلیم و تربیت کا انتظام کیا۔ اس طرح سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحرا میں موجود ان ہیروں کو تراشا اور جزیرۃ العرب کے وہی افراد جو اپنے اور دیگر اہلِ عرب کے وجود کے لئے خطرہ تھے، معاشرہ اور انسانیت کے لئے مفید اور کارآمد بنایا۔

نیز آپ ﷺ نے بارہا اپنے عمل سے لوگوں کو عملاً اپنا پاؤں پر کھڑا ہونا سکھایا۔ مثلاً ایک مرتبہ ایک سوالی کو آپ ﷺ نے گھر سے سب کچھ لانے کو کہا۔ وہ سامان آپ ﷺ نے وہیں دو درہم میں بیچ دیا اور ان پیسوں سے اس کے لئے ایک درہم کی کلہاڑی خریدی اور ایک درہم اسے دیا کہ اپنے لئے کھانا خریدے۔ نیز اسے کہا کہ اس کلہاڑی سے لکڑیاں کاٹو اور بیچو۔ اور یہ بھی کہ میں تمہیں ۱۵ دن تک نہ دیکھوں۔ وہ جب دوبارہ آیا تو اس کے پاس ۱۰ درہم تھے جس سے اس نے کپڑا اور کھانا خریدا۔ یہ دیکھ کر آپ ﷺ نے اسے فرمایا کہ اپنے ہاتھ سے کما کر کھانا اس سے بہتر ہے کہ قیامت کے دن تم اس حال میں اٹھو کہ تمہارے چہرے پر ایک سیاہ داغ ہو۔(۱۱۵)

آپ ﷺ کی اسی نظری اور عملی تعلیم و تربیت کا نتیجہ تھا کہ آپ ﷺ کی صحبت سے مستفید نسل اپنے پاؤں پر کھڑی ہو گئی اور جیسا کہ مکرر گزرا ہے کہ صفّہ سے فارغ التحصیل صحابہ رضی اللہ عنہم بہت جلد مختلف اداروں مثلاً گورنر، والی، قاضی، معلمین، داعی، اور مختلف عسکری خدمات وغیرہ کے عہدوں پر فائز ہوئے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ جزیرۃ العرب پر ایک ایسا وقت بھی آیا کہ لوگ زکاۃ اور خیرات کے پیسے لے کر گھومتے لیکن اس کا لینے والا کسی کو نہ پاتے(۱۱۶)۔ اور یہ یقیناً دوسرے اسباب کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی دوطرفہ تعلیمات کا نتیجہ تھا کہ اولاً ہر صاحبِ مال زکاۃ و خیرات دے اور دوم یہ کہ سوال اور بھیک مانگنے کی شناعت اور اپنے ہاتھ سے کمائے گئے مال کی فضیلت۔

## صفہ، سرچشمہ ٔ تصوف

اہلِ صفّہ کی شخصیت کا ایک خاص پہلو ان کا اللہ اور اس کے رسول سے محبت، دنیا سے بے رغبتی، مادّی اغراض سے بالاتر ہونا، خواہشات پر قابو پاتے ہوئے سنت سے موافق زندگی گزارنا، مصرف اوقات کو ذکر و عبادت بنانا، غور و فکر اور عبرت آموزی، کوشش کرنا کہ زندگی کا ادنی سے ادنی پہلو بھی سنت کے خلاف نہ ہو۔ نیز خدمتِ خلق میں ہمہ تن تیار رہنا، زیادہ سے زیادہ دعوت و اصلاح کی سرگرمیوں میں پیش پیش رہنا... اصحابِ صفّہ کی سادہ و ربانی زندگی اتنی پرکشش ہوتی کہ لوگ جوق در جوق ان کا پیغام سننے کے لئے خود حاضر ہوتے۔(۱۱۷)

گزشتہ چودہ سو سال کے دوران پے درپے ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے جنھوں نے اپنے بس کے

مطابق یہ کوشش کی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت و اطاعت میں اہلِ صفّہ کے درجہ کا سا کمال پیدا کریں اور انسانیت کے لئے سراپا امن اور خیر خواہی بنیں۔ گزشتہ چودہ صدیوں کے دوران پیدا ہونے صوفیاء نے کروڑوں روحوں کو فیضیاب اور انھیں اسلام کے نور سے روشن کیا ہے۔[۱۱۸]

اہلِ تصوف کے نظریات و افکار کے ساتھ اختلاف یا اتفاق ایک مختلف فیہ مسئلہ رہا ہے تاہم اس بات میں بھی کوئی اختلاف نہیں کہ دنیا کے مختلف حصوں میں پر امن طریقوں سے اسلام کی دعوت کو پہنچانے میں صوفیاء کا ایک اہم کردار رہا ہے۔ ترکی ہو یا افریقہ، ایران ہو یا ہندوستان، دنیا کے تمام مقامات میں انھیں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔[۱۱۹]

متعدد علماء کی جانب سے لعن و طعن[۱۲۰] کے باوجود، لاکھوں لوگ جو ایک طرف تو کسی خاص فقہی مسلک سے منسلک ہوتے ہیں تو دوسری طرف کسی نہ کسی سلسلۂ تصوف سے بھی بیعت شدہ ہوتے ہیں۔ ان کا اس کے سوا اور کوئی مقصد نہیں ہوتا کہ وہ طریقت سے منسلک کسی ماہر عالم (مرشد) سے اپنی داخلی اصلاح، تربیتِ اخلاق اور صفائے قلب کر سکیں۔

اہلِ تصوف جو اپنا روحانی نسب اہلِ صفّہ سے جوڑتے ہیں ان کا اصحابِ صفّہ کی سی سادہ زندگی، اخلاق و اطوار اپنانا عوام الناس کے لئے بہت پر کشش ہوتا ہے۔ ان کی بے غرضانہ زندگی انھیں ہر طبقہ سے جوڑے رہتی ہے۔ ان کا شفیق، حلیم اور خیر خواہ ہونا دنیا کے کسی بھی مسلک کے ماننے والوں کے لئے انھیں محترم رکھتا ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا کا کوئی کونہ ایسا نہیں جہاں صوفیاء نہ پہنچے ہوں اور دنیا کے تمام ادیان کے پیروکار یکساں طور پر ان کی عزت کرتے ہیں۔

## نتائج

۱- جہالت اور ناخواندگی کسی بھی معاشرہ میں عدم برداشت، انتہا پسندی، جنونیت، سختی اور دہشت گردی کو فروغ دینے میں اشتعال انگیز عناصر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جدید تحقیقات حتمی طور پر یہ ثابت کرتی ہیں کہ تعلیم اور امن کا باہم نہایت گہرا رشتہ ہے۔ پوری دنیا پر اگر ایک طائرانہ نظر ڈالی جائے تو بدامنی اور جہالت اور ناخواندگی کی شرح میں راست تناسب نظر آتا ہے اس طرح سے کہ اگر ایک کی شرح بلند ہو تو یقیناً دوسری کی شرح میں بلند ہوتی نظر آتی ہے۔ مثلاً اگر جنوبی ایشیا اور افریقہ دونوں میں جہالت اور ناخواندگی کی شرح جتنی زیادہ ہے اتنی ہی بدامنی کا تناسب بھی بلند ہے۔ اس کے برعکس یورپ، امریکہ اور

آسٹریلیا میں جہالت وناخواندگی اور بدامنی دونوں کی شرح یکساں کم ہے۔

۲- بدامنی صرف حال ہی کا مسئلہ نہیں بلکہ اسلام نے جس خطۂ ارض پر جنم لیا وہ اپنے وقت امن کے لحاظ سے دنیا کا خطرناک ترین خطہ تھا۔ آپ ﷺ نے اپنے دعوت کا کام تقریباً ۲۳ سال تک کیا۔ اس دوران آپ نے جس موضوعات پر سب سے زیادہ زور دیا ان میں ایک تعلیم بھی تھا۔ ہجرت کے فوراً بعد آپ ﷺ کے ابتدائی کاموں میں سے ایک مسجدِ نبوی اور صفّہ کا قیام بھی تھا۔

۳- صفّہ میں آپ ﷺ نے مکہ و مدینہ بالخصوص اور جزیرۃ العرب کے بالعموم گھر بار نہ رکھنے والے نوجوانوں کی بنیادی ضروریات کی تکمیل کے ساتھ ساتھ انھیں علمی وروحانی تربیت دے کر ایک ٹیم تشکیل کی۔

۴- آپ ﷺ کی زیرِ صحبت یہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کی وفات کے بعد کار نمایاں نمایاں سرانجام دیئے جن میں باہمی لڑائیوں سے اعتزال اور دوسروں کو اس سے الگ رہنے کی دعوت، نازک موڑوں میں معتدل وپرامن رہنے، سیاسی تنازعات میں حصّہ نہ لینے اور دوسروں اس سے منع کرنا شامل ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اپنے سیرت وکردار سے کچھ ایسی سادہ اور پرامن طرزِ زندگی سے اسلام کی دعوت دینا کہ یہ اور امن ایک دوسرے کے ساتھ لازم وملزوم ہو جائے جسے آج کی اصطلاح میں تصوف کہتے ہیں۔ نیز اصحابِ صفّہ نے اس وقت کی قائم حکومت میں ایک اعلی بیوروکریسی کا سا کردار ادا کیا اور گورنر، والی، کمانڈر، جج ومعلّم بن کر آپ ﷺ کی لائی ہوئی تعلیمات کو نہایت وسیع پیمانے پر فروغ دیا۔

۵- مسلمانوں کے لئے اس سے یہ نتیجہ بھی اخذ ہوتا ہے کہ ان کی آبادی دودھاری تلوار ہے اور اگر وہ اس آبادی کو ایک تخلیقی نسل میں تبدیل نہیں کریں گے تو یہ انھیں ہی کاٹ ڈالی گی، جیسا کہ آج اسلامی ممالک میں دیکھا جاسکتا ہے۔

# حواشی وحوالہ جات

۱) سورۃ البقرۃ:۱۲۶

۲) سورۃ القصص:۵۷؛سورۃ العنکبوت:۶۷؛سورۃ الأنفال:۲۶؛سورۃ البقرۃ:۱۲۶

۳) سورۃ النور:۵۵؛سورۃ الفتح:۲۷

4) Classical Islam - A History, G. E. Grunebaum, 1970, p.

5) The Loom of History, Herbert J. Muller, 1958, p.

۶) السیرۃ النبویۃ،ابن ہشام، تحقیق:مصطفی السقاوغیرہ، ط۲: ۱۹۵۵ء، مکتبۃ مصطفی البابی وأولادہ، مصر، ص:۱/۱۸۶

۷) سیرۃ ابن ہشام،۱/۱۳۴

۸) سیرۃ ابن ہشام،۱/۱۹۷

9) Classical Islam – A History, G. E. Grunebaum, 1970, p.

۱۰) سیرۃ ابن ہشام، ۱/۳۲۱-۳۲۲

۱۱) سیرۃ ابن ہشام، ۱/۴۶۸-۴۸۰

۱۲) سورۃ الحج:۴۰؛ سورۃ الحشر:۸

۱۳) سیرۃ ابن ہشام، ۱/۴۲۸-۴۳۰

۱۴) سیرۃ ابن ہشام، ۱/۴۳۴

۱۵) سیرۃ ابن ہشام، ۱/۵۰۰

16) The 100: Ranking of the Most Influential Persons in History, Michael H. Hart, Carol Publishing Group, NY, p.3

۱۷) سورۃ العلق:۱-۵

۱۸) سورۃ القلم:۱

۱۹) سورۃ الطور:۱-۳

۲۰) سورۃ الزمر:۹

۲۱) سورۃ الإسراء:۸۵

۲۲) سورۃ فاطر:۲۸

۲۳) سورۃ طٰہٰ:۱۱۴

۲۴) سورۃ لقمان:۲۷

۲۵) لسان العرب، محمد بن مکرم، ط۳: ۱۴۱۴ء، دار صادر، بیروت، مادہ: صفف، ۹/۱۹۵

۲۶) الطبقات الکبری، ابن سعد، تحقیق: عبد القادر عطا، ط۱: ۱۹۹۰ء، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱/۱۹۶

۲۷) الفتاوی الکبری، ابن تیمیہ، ط۱: ۱۹۸۷ء، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۲/۸۱

۲۸) أیضاً؛ السنن الکبری للبیہقی، تحقیق: عبد القادر عطا، ط۳: ۲۰۰۳ء، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، کتاب الصلاۃ، باب المسلم یبیت فی المسجد

۲۹) سنن أبی داوٗد، لأبی داوٗد، تحقیق محمد محی الدین، ط: المکتبۃ العصریۃ، صیدا، بیروت، کتاب الحدود، باب ما یقطع فیہ السارق

۳۰) مسند أحمد، لأحمد بن حنبل، تحقیق: شعیب الأرنؤوط وآخرون، ط۱: ۲۰۰۱ء، مؤسسۃ الرسالۃ، ۴۵/۱۰۰

۳۱) صحیح البخاری، للإمام البخاری، تحقیق: محمد زہیر، ط۱: ۱۴۲۲ھ، دار طوق النجاۃ، کتاب العلم، باب ہل یجعل للنساء یوم علی حدۃ فی العلم

۳۲) صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب نوم الرجال فی المسجد

۳۳) فتح الباری، ابن حجر، ط: ۱۳۷۹ء، دار المعرفہ، بیروت، ۱۱/۲۸۷

۳۴) مجموع الفتاوی، ابن تیمیہ، تحقیق: عبد الرحمن بن محمد، ط: ۱۹۹۵ء، مطبع الملک فہد، السعودیۃ، ۱۱/۴۱؛ تفسیر جلالین، جلال الدین المحلی وجلال الدین السیوطی، ط۱: دار الحدیث، القاہرۃ، ص ۶۱

۳۵) حلیۃ الأولیاء، لأبی نعیم، ط: ۱۹۷۲ء، دار السعادۃ، مصر، ۳/۳۴۸

۳۶) صحیح البخاری، کتاب فرض الخمس، باب غزوۃ الرجیع ورعل وذکوان وبئر معونۃ...؛ صحیح مسلم، للإمام مسلم، تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقی، ط: دار إحیاء التراث العربی، بیروت، کتاب الإمارۃ، باب ثبوت الجنۃ للشہید

۳۷) حلیۃ الأولیاء، ۱/۳۴۰؛ السیرۃ النبویۃ الصحیحۃ، أکرم ضیاء العمری، ط۶: ۱۹۹۶ء، مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورۃ، ۱/۲۶۰

۳۸) حلیۃ الأولیاء، ۱/۳۵۷

۳۹) السیرۃ النبویۃ الصحیحۃ، ۱/۲۵۹

۴۰) سنن ابن ماجہ، لابن ماجہ، محمد فؤاد عبد الباقی، ط: دار إحیاء الکتب العربیۃ، افتتاح الکتاب فی الإیمان، باب فضل العلماء والحث علی العلم

۴۱) سنن ابن ماجہ، افتتاح الکتاب فی الإیمان، باب فضل العلماء والحث علی العلم؛ حلیۃ الأولیاء، ۱/۳۴۲

۴۲) سورۃ الأنعام:۵۲

۴۳) سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب مجالسۃ الفقراء

۴۴) سورۃ الکہف:۲۸

۴۵) حلیۃ الأولیاء،۱/۱۴۶

۴۶) صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب کیف کان عیش النبی ﷺ

۴۷) مسند الحمیدی، للحمیدی، ط۱: ۱۹۹۶ء، دار السقا، سوریا، أحادیث علی بن أبی طالب

۴۸) صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب کیف کان عیش النبی ﷺ

۴۹) المعجم الکبیر، للطبرانی، تحقیق: حمدی بن عبد الحمید، ط۲: مکتبۃ ابن تیمیۃ، القاہرۃ،۲۵/۱۰۶

۵۰) الترغیب فی فضائل الأعمال وثواب ذلک، ابن شاہین، ص۷۷

۵۱) معرفۃ الصحابۃ، لابن نعیم، تحقیق: عادل بن یوسف، ط۱: ۱۹۹۸ء، دار الوطن للنشر، الریاض،۵/۲۷۵۱

۵۲) تاریخ دمشق، ابن عساکر، تحقیق: عمرو بن غرامۃ، ط:۱۹۹۵ء، دار الفکر، بیروت،۴۷/۱۴۹

۵۳) سیر أعلام النبلاء، محمد بن أحمد الذہبی، ط:۲۰۰۶ء، دار الحدیث، القاہرۃ،۴/۲۰

۵۴) وقالت أيضا رضي الله عنها :(إِنْ كُنَّا لَنَنْظُرُ إِلَى الْهِلَالِ ثُمَّ الْهِلَالِ ثُمَّ الْهِلَالِ ، ثَلَاثَةَ أَهِلَّةٍ فِي شَهْرَيْنِ ، وَمَا أُوقِدَ فِي أَبْيَاتِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَارٌ ، فسئلت : فَمَا كَانَ يُعَيِّشُكُمْ ؟ قَالَتْ : الْأَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَاءُ ، إِلَّا أَنَّهُ قَدْ كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ جِيرَانٌ مِنْ الْأَنْصَارِ وَكَانَتْ لَهُمْ مَنَائِحُ ، فَكَانُوا يُرْسِلُونَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ أَلْبَانِهَا فَيَسْقِينَاهُ)[ صحیح البخاری، کتاب الهبۃ وفضلہا]

۵۵) لَقَدْ مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمَا شَبِعَ مِنْ خُبْزٍ وَزَيْتٍ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ)[ صحیح مسلم، کتاب الزہد والرقائق]

۵۶) صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب كيف كان عيش النبى

۵۷) سورۃ الشوری:۲۷

۵۸) المستدرک علی الصحیحین، للحاکم، تحقیق: مصطفی عبد القادر عطا، ط۱: ۱۹۹۰ء، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، کتاب الہجرۃ،۳/۱۶؛ حلیۃ الأولیاء،۱/۳۴۰

۵۹) مسند أحمد،۳۵/۳۴۶

۶۰) أمثال الحدیث، الرامہرمزی، تحقیق: أحمد عبد الفتاح، ط۱: ۱۴۰۹ء، دار الکتب الثقافیۃ، بیروت

٦١) سنن ترمذی، للإمام الترمذی، تحقیق أحمد محمد شاکر، ط۲: ۱۹۷۵ء، مطبعۃ مصطفی البابی، مصر، کتاب أبواب القدر، باب ماجاء فی التشدید فی الخوض فی القدر

٦٢) سنن أبي داوٗد، کتاب الأدب، باب فی الرجل ینطبح علی بطنہ؛ جامع معمر بن راشد، باب الضجعۃ علی البطن

٦٣) الاستیعاب، ۳/ ۹۲۰

٦٤) أبوداؤد، کتاب البیوع، باب کسب العلم؛ سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب الأجر علی تعلیم القرآن

٦٥) الطبقات الکبری، ۲/ ۱٦

٦٦) صحیح البخاری، کتاب فرض الخمس، باب غزوۃ الرجیع ورعل وذکوان وبئر معونۃ...؛ مسلم، کتاب الإمارۃ، باب ثبوت الجنۃ للشہید

٦۷) التراتیب الإداریۃ، الکتانی، تحقیق: عبد اللہ الخالدی، ط۲: دار الأرقم، بیروت، ۱/ ۱۰۸

٦۸) سورۃ البقرۃ: ۱۳۸

69) The Arabs: A Short History، Philip K. Hitti، p.42

۷۰) مسند أحمد، ۲۰/ ۲۵۲

۷۱) مسند الحارث، الحارث بن محمد، تحقیق: حسین أحمد صالح الباکری، ط۱: ۱۹۹۲ء، مرکز خدمۃ السنۃ والسیرۃ النبویۃ، المدینۃ المنورۃ، ۲/ ۹۲۵

۷۲) صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب قصۃ أہل نجران

۷۳) المستدرک علی الصحیحین، ۳/ ۳۲۱

۷۴) صحیح البخاری، کتاب تفسیر القرآن، باب قولہ: "وآخرین منہم لما یلحقوا بہم..."

۷۵) أسد الغابۃ، فی معرفۃ الصحابۃ، لابن الأثیر، تحقیق: علی محمد معوض وعادل أحمد عبد الموجود، ط۱: ۱۹۹۴ء، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱/ ۴٦۸

۷٦) أسد الغابۃ، ۲/ ۴۲۰

۷۷) الطبقات الکبری، ۳/ ۱۷۵

۷۸) أسد الغابۃ، ۱/ ۵٦۲

۷۹) مسند أحمد، ۳/ ۵۰۰

۸۰) صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن

۸۱) الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب، ابن عبد البر، تحقیق: علی محمد البجاوی، ط۱: ۱۹۹۲ء، دار الجیل، بیروت، ۴/ ۱۷۷۷ وبعدہ

۸۲) الاستیعاب،۳/۸۹۸وبعدہ

۸۳) الاستیعاب،۲/۸۰۷وبعدہ

۸۴) الاستیعاب،۴/۱۴۷۳وبعدہ

۸۵) الاستیعاب،۲/۶۰۶وبعدہ

۸۶) الاستیعاب،۴/۱۷۵۴وبعدہ

۸۷) الاستیعاب،۱/۳۸۰وبعدہ

۸۸) الاستیعاب،۲۴/۷۸۸وبعدہ

۸۹) الاستیعاب،۲/۵۵۰وبعدہ

۹۰) صحیح البخاری، کتاب فرض الخمس، باب غزوۃ الرجیع ورعل وذکوان وبئر معونۃ...؛ مسلم، کتاب الإمارۃ، باب ثبوت الجنۃ للشہید

۹۱) صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب من قتل من المسلمین یوم اُحد

۹۲) الاستیعاب،۴/۱۶۴۷-۱۶۴۸

۹۳) صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب قول النبی لو کنت متخذا خلیلًا

۹۴) أرسله رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم في مدد إلى عمرو بن العاص في غزوة ذات السلاسل وقال لعمرو بن العاص )):رضی اللہ عنہ إن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال لي"لا تختلفا "والله إنك إن عصيتني يا عمرو فإني أطيعك حباً في رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ((فقال عمرو)):أنا الأمير أنت مدد لي ((فقال أبو عبيدة)):لك ما شئت)) ۔ [أسد الغابۃ،۴/۲۳۲]

۹۵) الاستیعاب،۲/۷۹۴

۹۶) الاستیعاب،۴/۱۷۷۲

۹۷) أیضاً،۲/۶۳۵

۹۸) صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن

۹۹) الاستیعاب،۳/۱۱۴۰

۱۰۰) أیضاً

۱۰۱) أیضاً،۳/۱۴۰۳

١٠٢) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَامَتْ خُطَبَاءُ الأَنْصَارِ فَجَعَلَ الرَّجُلُ مِنْهُمْ يَقُولُ يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا اسْتَعْمَلَ رَجُلا مِنْكُمْ قَرَنَ مَعَهُ رَجُلا مِنَّا فَنَرَى أَنْ يَلِيَ هَذَا الأَمْرَ رَجُلانِ أَحَدُهُمَا مِنْكُمْ وَالآخَرُ مِنَّا. قَالَ فَتَتَابَعَتْ خُطَبَاءُ الأَنْصَارِ عَلَى ذَلِكَ فَقَامَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَإِنَّ الإِمَامَ إِنَّمَا يَكُونُ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَنَحْنُ أَنْصَارُهُ كَمَا كُنَّا أَنْصَارَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ: جَزَاكُمُ اللَّهُ مِنْ حَيٍّ خَيْرًا يَا مَعْشَرَ الأَنْصَارِ وَثَبَّتَ قَائِلَكُمْ. ثُمَّ قَالَ: أَمَا وَاللَّهِ لَوْ فَعَلْتُمْ غَيْرَ ذَلِكَ لَمَا صَالَحْنَاكُمْ. [**الطبقات الکبری، ٣/١٥٩**]

١٠٣) ***تفصیل کے لئے دیکھیں: أیام العرب فی الجاهلیة، محمد أحمد جاد وغیرہ، ط١: ١٩٤٢ء، دار إحیاء الکتب العربیة، مطبع عیسی البابی وشرکاؤہ، مصر***

١٠٤) إِنَّ خَلِيلِي أَوْصَانِي أَنْ أَسْمَعَ وَأُطِيعَ، وَإِنْ كَانَ عَبْدًا مُجَدَّعَ الْأَطْرَافِ [***مسلم، کتاب الجهاد والسیر، بَاب وُجُوبِ طَاعَةِ الْأُمَرَاءِ فِي غَيْرِ مَعْصِيَةٍ، وَتَحْرِيمِهَا فِي الْمَعْصِيَةِ***]

١٠٥) قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَبِي ذَرٍّ: «مَا لِي أَرَاكَ لَقَّابِقًا؟ كَيْفَ بِكَ إِذَا أَخْرَجُوكَ مِنَ الْمَدِينَةِ؟» قَالَ: آتِي الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ قَالَ: «فَكَيْفَ بِكَ إِذَا أَخْرَجُوكَ مِنْهَا؟» قَالَ: آتِي الْمَدِينَةَ قَالَ: «فَكَيْفَ بِكَ إِذَا أَخْرَجُوكَ مِنْهَا؟» قَالَ: آخُذُ سَيْفِي فَأَضْرِبُ بِهِ قَالَ: «فَلَا، وَلَكِنِ اسْمَعْ وَأَطِعْ، وَإِنْ كَانَ عَبْدًا أَسْوَدَ» قَالَ: فَلَمَّا خَرَجَ أَبُو ذَرٍّ إِلَى الرَّبَذَةِ وَجَدَ بِهَا غُلَامًا لِعُثْمَانَ أَسْوَدَ [ص:٣٨٢]، فَأَذَّنَ وَأَقَامَ، ثُمَّ قَالَ: تَقَدَّمْ يَا أَبَا ذَرٍّ قَالَ: لَا، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَنِي أَنْ أَسْمَعَ وَأُطِيعَ وَإِنْ كَانَ عَبْدًا أَسْوَدَ قَالَ: فَتَقَدَّمَ فَصَلَّى خَلْفَهُ. [***مصنف عبد الرزاق، لعبد الرزاق الصنعانی، تحقیق: حبیب الرحمن الأعظمی، ط٢: ١٤٠٣ھ، المکتب الإسلامی، بیروت، کتاب الصلاۃ، باب الأمراء الذین یؤخرون الصلاۃ***]

١٠٦) عَنْ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ وَكَانَ عِرْبَاضٌ رَجُلًا مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ مِنْ أَهْلِ الصُّفَّةِ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمًا فَقَامَ فَوَعَظَ النَّاسَ وَرَغَّبَهُمْ وَحَذَّرَهُمْ وَقَالَ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَقُولَ ، ثُمَّ قَالَ: " اعْبُدُوا اللهَ لَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَأَطِيعُوا مَنْ وَلَّاهُ اللهُ أَمْرَكُمْ وَلَا تُنَازِعُوا الْأَمْرَ أَهْلَهُ ، وَلَوْ كَانَ عَبْدًا أَسْوَدَ، وَعَلَيْكُمْ بِمَا تَعْرِفُونَ مِنْ سُنَّةِ نَبِيِّكُمْ وَالْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، وَعَضُّوا عَلَى نَوَاجِذِكُمْ بِالْحَقِّ ". [***المعجم الکبیر، للطبرانی، حمدی بن عبد المجید، ط٢: مکتبة ابن تیمیة، القاهرة، ١٨/٢٤٧***]

١٠٧) قِيلَ لِابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ زَمَنَ ابْنِ الزُّبَيْرِ وَالْخَوَارِجِ وَالْخَشَبِيَّةِ: أَتُصَلِّي مَعَ هَؤُلَاءِ وَمَعَ هَؤُلَاءِ، وَبَعْضُهُمْ يَقْتُلُ بَعْضًا؟ قَالَ: " مَنْ قَالَ: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ أَجَبْتُهُ، وَمَنْ قَالَ: حَيَّ عَلَى

الْفَلَاحِ أَجَبْتُهُ، وَمَنْ قَالَ: حَيَّ عَلَى قَتْلِ أَخِيكَ الْمُسْلِمِ وَأَخْذِ مَالِهِ قُلْتُ: لَا ". [حلیۃ الأولیاء، لأبی نعیم، ۱/۳۰۹؛ الطبقات الکبری، ابن سعد، ۴/۱۲۷]

۱۰۸) حَدَّثَنَا نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ لَمَّا ابْتَزَّ أَهْلُ الْمَدِينَةِ بِيَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ وَخَلَعُوهُ دَعَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بَنِيهِ وَجَمَعَهُمْ فَقَالَ: إِنَّا بَايَعْنَا هَذَا الرَّجُلَ عَلَى بَيْعِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ. وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ الْغَادِرَ يُنْصَبُ لَهُ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقُولُ هَذِهِ غَدْرَةُ فُلانٍ.
وَإِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْغَدْرِ إِلا أَنْ يَكُونَ الشِّرْكُ بِاللَّهِ أَنْ يُبَايِعَ رَجُلٌ رَجُلا عَلَى بَيْعِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ﷺ ثُمَّ يَنْكُثَ بَيْعَتَهُ. فَلا يَخْلَعَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ يَزِيدَ وَلا يُسْرِعَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ فِي هَذَا الأَمْرِ فتكون الصيلم بيني وبينه. [الطبقات الکبری، ابن سعد، ۴/۱۳۸]

۱۰۹) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «سَتَكُونُ فِتَنٌ القَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ القَائِمِ [ص:۱۹۹]، وَالقَائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ المَاشِي، وَالمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي، وَمَنْ يُشْرِفْ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ، وَمَنْ وَجَدَ مَلْجَأً أَوْ مَعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهِ» [صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الإسلام]

۱۱۰) المفصل فی تاریخ العرب قبل الإسلام، د/ جواد علی، ط۴: ۲۰۰۱ء، دار الساقی، ۱۸/۱۶۸

۱۱۱) صحیح البخاری، کتاب الإجارۃ، باب رعی الغنم علی قراریط

۱۱۲) سیرۃ ابن ہشام، ۱/۱۸۸

۱۱۳) سنن أبی داؤد، کتاب الزکاۃ، باب ما تجوز فیہ المسألۃ

۱۱۴) سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب الحثّ علی المکاسب

۱۱۵) سنن أبی داؤد، کتاب الزکاۃ، باب ما تجوز فیہ المسألۃ

۱۱۶) مسند أحمد، ۱/۵۶۷

۱۱۷) حلیۃ الأولیاء، ۱/۳۳۷-۳۳۸

۱۱۸) طبقات الصوفیۃ، محمد بن الحسین السلمی، تحقیق: مصطفی عبد القادر عطا، ط۱: ۱۹۹۸ء، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱/۳۳۷-۳۳۸؛ الأربعون من شیوخ الصوفیۃ، أحمد بن محمد المالینی، تحقیق: عامر حسن صبری، ط۱: ۱۹۹۷ء، دار البشائر، بیروت

119) Sufis and the spread of Islam, Dr Masood Bhutto, online article, last accessed 12/12/2014 on: http://www.apnaorg.com/articles/dawn-25/

۱۲۰) الفکر الصوفی فی القرآن والسنۃ، عبد الرحمن بن عبد الخالق، ط۳: ۱۹۸۶ء، مکتبۃ ابن تیمیۃ، الکویت

****************************